رسالہ ہلال میں ملّی نغمہ نگاری کی روایت

انصر عباس
پی ایچ ڈی سکالر (اردو)
وفاقی اردو یونیورسٹی، اسلام آباد

TRADITION OF NATIONAL SONGS IN MONTHLY HILAL

Ansar Abbas
PhD Scholar (Urdu)
Federal Urdu University, Islamabad

Abstract

Monthly Hilal is an informative literary and research magazine published by Pakistan Armed Forces for last seventy years. In the early days, it was named as *Mujahid* but later on its title was changed to *Hilal* in 1951. This journal was started as a daily, then weekly and now is being published on monthly basis. It carries articles in both Urdu and English. Poetic and prose writings are encouraged from writers belonging to civil and defense forces alike. The role of the national songs is indispensible and that's why the national song is the regular feature of this magazine. The article focuses the national songs published in 'Hilal'.

Keywords:

ساقی جاوید، جمیل الدین، بشیر فاروق، ہلال، اردو، پاکستان، ملی نغمہ، قومی شاعری، عساکر پاکستان، جذبہ حریت، مجاہد

افواجِ پاکستان کا رسالہ ''ہلال'' اُن رسائل میں شامل ہے جو قیامِ پاکستان کے ساتھ ہی منصۂ شہود پر آ گئے۔ ''مجاہد'' کے نام سے ۱۹۴۸ء میں شائع ہونے والے اس رسالہ کے بانی و مدیر خواجہ تصور علی اور کیپٹن آغا بابر تھے۔ ۱۹۵۱ء کو ہفت روزہ ''مجاہد'' سہ روزہ ''ہلال'' میں بدل گیا (۱) جو سہ روزہ سے روزنامہ اور ہفت روزہ کے طور پہ طویل عرصہ تک شائع ہوتا رہا اور آج اردو اور انگریزی زبان میں ماہنامہ ''ہلال'' پوری آرائش و زیبائش سے شائع ہو رہا ہے۔

عساکر پاکستان کی طرف سے شائع کردہ رسالے کا مقصد افواج پاکستان کی نمائندگی کے ساتھ حب الوطنی، جہاد، اور نظریہ پاکستان جیسے جذبات کو فروغ دینا، افواج پاکستان کو پیش آنے والے جنگی معرکوں سے آگاہی اور حوصلہ افزائی پیدا کرنا ہے۔ اس میں حمدیہ، نعتیہ، منقبت، اقبال، جناح، اور دیگر ہیروز کے قصے، حالات حاضرہ، طنز و مزاح، فوجی زندگی کا جدول، حریتِ فکر اور غازیوں و شہدا اور کو خراجِ عقیدت پیش کرنے جیسے موضوعات پر مبنی شعری و نثری نگارشات شائع ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ اس میں تحریکِ پاکستان، قیامِ پاکستان اور تحفظِ پاکستان کے حوالے سے باقاعدہ مضامین شامل ہوتے ہیں جس کے لیے عسکری و غیر عسکری دانشوروں کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں۔ علاوہ ازیں افواج پاکستان کے تمام عہدے داران (سپاہی سے جرنیل تک) حاضر اور ریٹائرڈ اپنے ذوق کے مطابق شعری و نثری تحریریں بھیج سکتے ہیں۔

''ہلال'' ایک اخبار بھی ہے اور ادبی رسالہ بھی، ملکی سیاسی میگزین بھی اور اشتہارات کی کتاب بھی، لیکن عام اخبارات اور رسائل و جرائد کے برعکس اس میں خبروں کے ساتھ مسالا نہیں لگایا جاتا بلکہ بقول میجر مسعود احمد ''چونکہ ہلال فوج کا اخبار ہے اس لیے ہلال کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ وہ فوج کا ہم مزاج ہو کر اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اُسی معین رہ پر گامزن رہے جہاں صرف حقیقت بار پا سکتی ہے۔ جہاں سیاسی ہنگامہ آرائی، خبروں کی رنگ آمیزی اور واقعات کی ملمع کاری کا گزر نہیں۔ ہلال میں سیدھی سادی خبر کے سر پر سنسنی خیز سرخی کا تاج نہیں پہنایا جاتا بلکہ اُس کو اُسی صورت میں پیش کر دیا جاتا ہے جیسی وہ ہوتی ہے۔'' (۲) فوجی حقائق کو دیکھتے ہوئے درست سمت چلتا ہے اُس میں بناوٹ اور چاپلوسی نہیں ہوتی، سچ تو یہ ہے کہ وہ چاہتے ہوئے بھی ایسا نہیں کر سکتا کیونکہ اس کی فوجی تربیت میں اولوالعزم جذبے، ارادے کی پختگی اور حقانیت جیسی صفات شامل ہوتی ہیں۔ ملک کے سپاہی جیسا بلند منصب حاصل ہونے کے بعد اس کی زندگی کا صرف ایک ہی مقصد ہوتا ہے یعنی ملک و ملت کی حفاظت اور شہادت، مطلوب و مقصود مومن، یہ امور صرف اس وقت ہی انجام پاتے ہیں جب ارادے میں پختگی اور دل میں سچائی ہو۔ ملک و ملت سے پُرخلوص محبت عساکر پاکستان کی زندگی کا لازمی ترین جز ہے۔ چونکہ ایک پُرخلوص اور محبت کرنے والے شخص کے دل میں جھوٹ اور فریب کا گزر نہیں ہوتا اس لیے ایسے حق کے طالب شخص کو حقائق پر مبنی واقعات تک رسائی چاہیے۔ ''ہلال'' اُن رسائل میں شامل کیا

جا سکتا ہے جو ایک حقیقت پسند شخص کی توقعات پر پورا اترتا ہے۔ مزید برآں اس میں موجود قومی وملّی شاعری سامان حرب کی طرح مجاہدین کی دلجوئی کرتی ہے۔

قومی وملّی شاعری ایک ایسا موضوع ہے جس پر اردو کے تقریباً تمام شعرا نے قلم اٹھایا ہے کیونکہ یہ سوئے ہوئے کو جگاتی اور جاگنے والے کا کتھارسس کرتی ہے۔ جدید اور بھاری اسلحہ بلاشبہ جنگ کا پانسہ پلٹ سکتا ہے لیکن جنگ صرف ہتھیاروں سے نہیں لڑی جا سکتی بلکہ جنگ کے لیے اذہان اور ہتھیاروں کے ساتھ فوجی تربیت اور تربیت سے بھی بڑھ کر جذبہ حریت ضروری ہے۔ مورال بلند ہو تو عام ہتھیاروں سے بھی جنگیں لڑی اور جیتی جا سکتی ہیں۔ لیکن اگر لڑنے والے کے جذبات ہی نہ ہوں تو ہتھیار کس کام کے؟ مشہور یونانی مفکر ونقاد افلاطون نے اپنی "مثالی مملکت" سے شعرا کو اس لیے بے دخل کیا کہ ''شاعری اور فنون لطیفہ جذبات کو برانگیختہ کر سکتے ہیں جس سے معاشرے میں انتشار پیدا ہو سکتا تھا۔''(۳) لیکن ساتھ ہی وہ ''اس شاعری کی اجازت بھی دیتا ہے جس میں نیکی، انصاف اور بہادری کے جذبات کو فروغ حاصل ہو۔''(۴) شاعری کوئی بری چیز نہیں بلکہ بہت ہی کارآمد اور منفعت بخش ہوتی ہے جب اس کو صحیح معنوں میں استعمال کیا جائے بقول الطاف حسین حالی ''باجے کے تمام آلات جو ہمارے یہاں ہمیشہ لہو ولہب کے مجمعوں میں مستعمل ہوتے ہیں اور جن کو یہاں کے عقلا محض فضول جانتے ہیں۔ شائستہ قوموں نے ان کے مناسب استعمال سے نہایت گراں بہا فائدے اٹھائے ہیں۔''(۵) شاعری خود ایک بہت بڑا ہتھیار ہے جس کو جذبات کا ہتھیار کہا جاتا ہے شائد یہی وجہ تھی کہ افلاطون کے شاگرد ارسطو نے شاعری کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے "بوطیقا" لکھی اس کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ افلاطون صرف فلاسفر تھا اور ارسطو فلاسفر ہونے کے ساتھ عظیم جنگجو سکندر کا استاد اور ساتھی بھی تھا۔ وہ بخوبی واقف تھا کہ فوج کو صرف ہتھیاروں سے نہیں بلکہ بلند جذبات سے لڑایا جاتا ہے اور جذبات بڑھانے کے لیے شاعری کا ہتھیار سب سے کارآمد ہے۔ جذبات کو تقویت دینے کے لیے ہر دور اور قوم کی سودمند روش شاعری ہے۔ ''شاعری بے حس قوتوں کو چونکاتی ہے، سوتے احساس کو جگاتی ہے، مردہ جذبات کو جلاتی ہے، دلوں کو گرماتی ہے، حوصلوں کو بڑھاتی ہے، مصیبت میں تسکین دیتی ہے، مشکل میں استقلال سکھاتی ہے، بگڑے ہوئے اخلاق کو سنوارتی ہے اور گری ہوئی قوموں کو ابھارتی ہے۔''(۶) رسالہ ''ہلال'' مجاہدین وطن اور غازیان اسلام میں قومی وملّی شاعری کے ذریعے مذکورہ امور کو پیدا کرنے کا فریضہ ستر سالوں سے نبھا رہا ہے۔ جس کا ماحصل مجاہدین اسلام وپاکستان اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے ملک وملت کی حفاظت کو اپنا مقصدِ حیات سمجھتے ہیں۔

بدقسمتی سے پاکستان کا ایک ایسے ہمسائے سے واسطہ پڑا ہے جس نے پاکستان کو ہمیشہ نیچا دکھانے کی کوشش کی۔ ان حالات میں قومی وملّی شاعری کا ارتقا لازمی امر ہے۔ پاکستان میں قومی امنگوں کو جاگر کرنے اور فوج میں جذبہ حریت کو تیز او رتازہ کرنے میں قومی وملی نغموں کا کردار اہم ہے قومی وملّی شاعری سے مسرت وجنون

پیدا ہوتا ہے، حب وطن اور جذبۂ تحفظِ وطن میں اضافہ ہوتا ہے اور بقول انعام الحق کوثر ''قومی شاعری سے پتہ چلتا ہے کہ شاعر کو راہ ملی، مسلک ملا اور وہ آدرش دستیاب ہوا جس کا وہ متلاشی تھا۔'' (۷) پاکستان میں قومی و ملّی شاعری کی اہمیت کا ادراک اس قدر وسیع ہے کہ چند شعرا نے پورے دیوان لکھنے میں اپنی شعری توانائیاں صرف کیں جن میں جمیل الدین عالی (جیوے جیوے پاکستان)، ساقی جاوید (چاند میری زمیں)، کیف بنارسی (دل کی دھڑکن پاکستان)، بشیر فاروق (یہ تیرا پاکستان ہے یہ میرا پاکستان ہے)، منظر ایوبی (چڑھتا چاند ابھرتا سورج)، سید ضمیر جعفری (لہو ترنگ، زبورِ وطن)، صہبا اکبرآبادی (زم زم پاکستان)، امید فاضلی (پاکستان زندہ باد) اور دیگر شامل ہیں۔ ان شعرا نے قومی و ملّی شاعری کو اردو ادب کی ایک نئی صنف کے طور پر متعارف کرایا ہے اور جذبۂ قومیت کو شعری ادب میں اس طرح ڈھالا ہے کہ اردو ادب میں قومی و ملّی نغمہ ایک مقبول صنفِ ادب کے طور پہچانا جا رہا ہے۔ افواجِ پاکستان میں اس صنفِ ادب کی اہمیت کئی گنا بڑھ کر ہے۔

کسی زمانے میں فوجی زندگی کو احساس محرومی سے تشبیہ دی جاتی تھی جس کے پیش نظر رونگٹے کھڑے کرنے والے جھوٹی سچی کئی حکایات پڑھنے اور سننے کو ملتی ہیں لیکن وہ تمام حکایات اس دور سے تعلق رکھتی ہیں جب قوم انگریز کی غلام تھی اور وہ غلامی جس میں سانس بھی غلامی کا تھا تو فکر، عمل و اظہار کی آزادی کیونکر ممکن ہوتی؟ سید ضمیر جعفری لکھتے ہیں کہ ''انگریز فوج کا انڈین سولجر (Indian soldier) ماں، باپ یا بیوی کے نام خط لکھنے (یا شلوار میں ازار بند ڈالنے) کے سوا قلم سے کوئی اور کام نہیں لے سکتا تھا۔'' (۸) ''ہلال'' میگزین اس تصور کا نہ صرف قلع قمع کرتا ہے بلکہ اس کے لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی کر کے یہ ثابت کرتا ہے کہ اب ہم آزاد ہیں اور ہمارا فوجی کھل کر اپنے وطن، مذہب یا قوم سے محبت کا اظہار کر سکتا ہے۔ یہ عساکرِ پاکستان کے لیے اظہارِ رائے کا ایک ایسا پلیٹ فارم ہے جس میں فوجی جوانوں اور افسروں کو یکساں اور آزاد مواقع میسر ہیں کیونکہ اسلام آزادی کا درس دیتا ہے، بقول ساجد امجد:

> ''وطن وہ ہے جس میں آزادی کا دور دورہ ہو۔ ملت اسلامی غلامی کی نہیں آزادی کی طالب ہے مسلمانوں نے اپنے گھربار اسی آزادی کے لیے لٹوائے تھے لہذا ...... وطن ہو یا آزادی کی کوئی چیز صرف اس وقت تک پائیدار و برقرار رہ سکتی ہے جب تک قوم میں اتحاد و حوصلہ باقی ہے۔'' (۹)

بلاشبہ جو قوم آزادی کی قدر نہیں کرتی آزادی اس سے چھن جاتی ہے۔ ''ہلال'' میں اس آزادی کی قدر و اہمیت کا شعر و نثر میں کھل کر بیان ہوتا ہے۔ ''ہلال'' میں قومی شاعری اس کی ابتدا سے ہی شائع ہونا شروع ہو گئی تھی۔ یہ افواجِ پاکستان میں ادبی ذوق رکھنے والوں کے لیے ایک قسم کا پلیٹ فارم ہے جو قومی مقاصد پورے کرنے کے ساتھ ان کی ادبی حوصلہ افزائی بھی کرتا ہے۔ شاید اسی لیے ابتدا میں معیار کو نظر انداز کر کے مقدار پر زور دیا جاتا رہا۔ ابتدائی قلم کاروں میں اکثر شعرا کے کلام میں نارسیدگی کی چھاپ ہے۔ ایامِ اوّل کے شعرا میں

جعفر طاہر(۱۰) ایک ایسے نامور شاعر ہیں جن کا کلام مقبول اور معیار کی کسوٹی پر پورا اترتا ہے۔جعفر طاہر پاک آرمی میں صوبیدار کے عہدے پر تعینات تھے جب انھوں نے ۱۹۵۴ء میں جشن استقلال کے موقع پر''روحِ قائد کا خطاب''کے عنوان سے نظم لکھی:

جہاں میں اتحاد و ضبط نظم سے حیات ہے
جو خود نگر ہیں دوستو خدا انہیں کے ساتھ ہے
وطن کی آبرو ، وطن کی لاج اپنے ہاتھ ہے
لہو سے نقش جاوداں وگرنہ بے ثبات ہے
عروسِ کائنات کو نئی حیات بخش دو
جہانِ تشنہ لب کو ساغر نبات بخش دو (۱۱)

جعفر طاہر کی یہ نظم بلاشبہ مجاہدین اسلام کی حوصلہ افزائی کرتی ہے اور ان میں دشمنوں پر غلبے کی تحریک پیدا کرتی ہے۔وہ اقبال کے نظریے''معجزہ فن کی ہے خونِ جگر سے نمود''اپنی نظم میں دہراتے ہیں۔

''ہلال''میں فوجی وغیر فوجی شعرا کا ایک سلسلہ ہے۔اس کی ستر سالہ تاریخ میں کئی نامور و عام شعرا شامل ہوئے جن میں زیادہ تر وقت کے دھندلکوں میں گم ہو گئے لیکن''ہلال''نے آج تک ان کو زندہ رکھا ہوا ہے۔ ان شعرا کی حیات''ہلال''کی زندگی سے وابستہ ہے۔ہلال کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں تمام سپاہِ وطن کو برابر کا موقع ملتا ہے اسی طرح پاکستان آرمی ،نیوی اور ائرفورس کو برابری کی نمائندگی حاصل ہے۔پاکستان ائرفورس کے کارپورل ٹیک رفیق تشنہ کی ملی نظم جس کا عنوان ''ہم جیالے جواں''دیکھیے:

ہم ترانے اخوت کے گاتے ہوئے
ہم محبت کے نغمے لٹاتے ہوئے
سوز و اخلاص کا دل میں طوفاں لئے
عزم و ہمت کی دنیا بساتے ہوئے
ہم جیالے وطن کے جیالے جواں
ہم جیالے جواں دیس کے پاسباں
سبز پرچم تلے سوئے منزل رواں (۱۲)

پاکستان کی تمام مسلح افواج کا ہر جواں وطن وملت کی ترقی وخوشحالی اور ناموس وتحفظ کے لیے جان کے نذرانے کو ایک معمولی شے سمجھتا ہے کیونکہ اسلام اور پاکستان سے محبت ان کے جسم وروح میں سمائی ہوئی ہے اور خون کی طرح رواں دواں ہے۔اس کا اظہار وہ قلم کے ذریعے بھی کرتا ہے۔وطن کا جیالا سپاہی جب اپنے ملک کا حسن دیکھتا ہے تو بے اختیار کہہ اٹھتا ہے:

شاخوں کی لہکتی زلفوں میں ، پھل پھول کے ہنستے چہرے پہ
اس چاند کی پہلی کرنوں میں ، دھرتی کے چمکتے چہرے پہ (۱۳)

دنیا کے نقشے پر پاکستان کو چاند سے تشبیہ دینا خوب ہے۔چاند کا حسن بھی پاکستان سے مستعار ہے اور اس دھرتی کے سامنے سینکڑوں چاند بھی مات ہیں۔کیونکہ چاند تو روز غروب ہو جاتا ہے لیکن میرا وطن غروب ہونے کے لیے طلوع نہیں ہوا، یہ تو اپنی پوری آرائش و آراستگی کے ساتھ ان شاء اللہ تا قیامت قائم رہے گا۔

پاکستان جب دنیا کے نقشے پر ابھرا، اس کے مخالفین کو بہت تکلیف ہوئی تھی۔انھوں نے اس کی آزادی کی راہ میں ہر طرح کی رکاوٹیں ڈالیں لیکن رحمتِ خداوندی اور مشاہیر قوم کی کاوشوں سے وجود میں آ کر رہا۔اس کے وجود سے اسلام اور اسلامی ممالک کو ایک بڑی طاقت اور حوصلہ ملا۔پاکستان کا قیام دنیا کے لیے ایک مثال سے کم نہ تھا جس کو دیکھتے ہوئے پوری دنیا میں آزادی کی تحریکوں کو حوصلہ ملا اور ان کی آزادی کی راہ ہموار ہوئی۔اس منظر کا نقشہ کھینچتے ہوئے خوبصورت اور دلکش انداز میں ''ہلال'' کے شاعر عارف صدیقی ''دل جلے دماغ جلے'' کے عنوان سے ملی نغمہ لکھتے ہیں:

یہ رنگ لائی ہیں شعلہ نوائیاں عارف
کہ اس چراغ کی لو سے کئی چراغ جلے (۱۴)

پاکستان کی آزادی میں اقبال کی فکر اور قائداعظم کی رہنمائی نہ ہوتی تو اس کا وجود مشکل تھا۔ہماری آزادی قائداعظم کی مرہونِ منت ہے۔پاکستانی قوم قائد کا یہ احسان آج تک نہیں بھولی۔قائد کو ان کی انتھک کاوشوں اور بے مثال کارناموں کی بدولت قوم کی طرف سے خراجِ عقیدت پیش کرنے کا سلسلہ ان کی حیات میں ہی چل نکلا تھا لیکن رحلت کے بعد تو یہ ایک سیلاب کی طرح امنڈ آیا۔ ادبی وغیر ادبی، عسکری وغیر عسکری، ملکی وغیر ملکی، ہر جگہ قائد کو سلام پیش کیا گیا۔قائد سے عقیدت کا ایسا ہی سلسلہ 'ہلال' میں بھی جاری ہے۔پیدائش اور رحلت کے مواقع پر شعرا کی طرف سے پیش کیے گئے نغمے ''ہلال'' کی زینت بنے ہیں، ملاحظہ ہو:

ساقی نے میکدے کا کیا آج افتتاح
یہ نغمہء رباب ہے حی علی الفلاح

ہے مشورہ جنوں کا کہ محمل کے ساتھ چل
جب کاروانِ حسن رواں ہو علی الصباح

تسلیم ہے یہ حکم کہ ہے جام مے حرام
پلوائے چشم یار تو پینا ہے پھر مُباح

کس آن بان سے سوئے منزل ہے جا رہا
منظور کارواں محمد علی جناح (۱۵)

ستمبر ۱۹۶۵ء کو انڈیا کے ساتھ جنگی معرکے میں پاکستانی شعرا نے افواج پاکستان کو داد و تحسین پیش کی اور افواج کے حوصلے بڑھاتے رہے۔ جہاں پاکستان کے تقریباً تمام اخبارات و رسائل سپاہ پاکستان کی دلجوئی کا وسیلہ اظہار بنے وہیں "ہلال" بھی کسی سے پیچھے نہ رہا۔ "ہلال" کے شعرا نے اپنی خدمات نہ صرف میدان جنگ میں دشمن کے سامنے سینہ سپر ہو کر پیش کیں بلکہ اپنی افواج کا حوصلہ بڑھانے کے لیے سخن گوئی کا سہارا بھی لیا۔ سرزمین پاکستان کے بہادر سپوتوں کی بہادری، عظمت اور شجاعت کے گن گائے اور اس چمن کی مٹی کو اپنے خون سے بھی زیادہ اہمیت دی۔ اس دوران ہلال میں شائع ہونے والے کلام سے چند نمونے:

صد شکر کہ اب مرا پاک وطن جاگ اٹھا ہے
اسلام کے جانباز جواں جاگ اٹھے ہیں
آزادی ملت کے نشاں جاگ اٹھے ہیں
یہ صاحب شمشیر و سناں جاگ اٹھے ہیں (۱۶)

وطن اے مری جاں سے پیارے وطن
ہے عظمت کا گہوارہ تیری زمیں
شجاعت کے جوہر کا تو ہے امیں
تو ہے پیکرِ صدق و عزم و عمل
ستاروں سے روشن ہے تیری جبیں
وطن اے مری جاں سے پیارے وطن (۱۷)

ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ کے دوران اس دھرتی کی حفاظت کے لیے پوری پاکستانی قوم اتحاد و یگانگت، قومی و ملی جذبے سے لیس اللہ اکبر کا نعرہ بلند کرتے ہوئے فوج کے شانہ بشانہ کھڑی ہو گئی اور دشمن یہ سمجھنے پر مجبور ہو گیا کہ وہ لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں کی فوج سے مقابلہ کر رہا ہے۔ بھارت نے جنگ کیا چھیڑی، تمام پاکستانی اپنی ناچاقیوں کو پس پشت ڈال کر ایسے متحد ہوئے کہ دنیا حیران رہ گئی اور دشمن بوکھلا کر بھاگنے پر مجبور ہو گیا۔ پاکستانی شعرا کا جذبہ دیکھیے کہ اس موضوع پر جتنی تعداد میں ملی نغمے لکھے گئے، اس کی نظیر ملنا مشکل ہے۔

انسان کی ایک ماں وہ ہے جو اس کو پیدا کرتی ہے اور وہ اس کو "ماں" کہہ کر پکارتا ہے، دوسری جس میں وہ پیدا ہوتا ہے یعنی اس کا ملک۔ ہر ذی شعور انسان کے لیے دونوں ماؤں کا احترام اور محبت لازمی ہے۔ رسالہ "ہلال" کے شاعر اور پاک آرمی کے جوان نثار رانا سک دونوں ماؤں میں کچھ ان دلچسپ الفاظ میں موازنہ کرتے ہیں:

ماں! ترا سایہء شفقت ہے ، خدا کی رحمت
ترے دامن میں کھلے مری جوانی کے گلاب
تری باہوں میں مری عمر کے لمحات پلے
تری آغوش سے ابھرے مری امید کے خواب
ٹھیک ہے تونے مرے واسطے دکھ جھیلے ہیں
اپنا سکھ چین مرے واسطے قربان کیا
ہر نئی رات ، نیا پیار، نئی لوریاں دیں
ہر نئی صبح کو مجھ پہ نیا احسان کیا
لیکن اے ماں ! مری محسن ! مری جنت کی امیں
آج کے دن تو مرے پاؤں کی زنجیر نہ بن
مرے رستوں سے اٹھا دیدہء پر آب کہ آج
چشمِ امید سے تکتا ہے مجھے مرا وطن !
ترے آنسو ہیں اک انسان کے ذاتی جذبات
تُو تو ماں ہے بس اک شاعرِ بے نام کی ماں
یہ زمیں ، پاک زمیں ، میری امیدوں کی زمیں
دس کروڑ اہلِ حرم ، امت اسلام کی ماں
اس کی آنکھوں سے اگر ایک بھی آنسو ٹپکا
لاکھوں ماؤں کے کلیجوں کو جلا ڈالے گا
اس کے دامن پہ اگر ایک بھی دھبا آیا
ان گنت ماؤں کی ناموس مٹا ڈالے گا
میں سپاہی ہوں ، محافظ ہوں وطن والوں کا
مرے ماں باپ ! ''مرا دیس مری پاک زمیں''
مجھ کو اس دیس کی ناموس پہ مٹ جانے دے
جس کے ہر ذرے میں پنہاں ہے مری خلدِ بریں (۱۸)

نظم پڑھ کر ایسے لگتا ہے کہ شاعر ناسک جذبات سے لبریز اور دل کو موم کر دینے والی نظم میں پیدا کرنے والی ماں پہ دھرتی ماں کو ترجیح دیتے ہیں۔ اپنی ماں کا رتبہ، مقام اور احترام بھی کم نہیں ہونے دیا اور دھرتی کے لیے

سب کچھ قربان کرنے کا عزم دل نشیں انداز میں کیا ہے اور ملت اسلامیہ کی خدمت کے لیے خوبصورت منظر کشی کی ہے ۔ذاتی وابستگیوں سے ہٹ کر مجاہدین پاکستان واسلام کو متحرک اور بیدار کرنے کی کیفیت اس نغمہ کی خصوصیت ہے ۔وہ اپنی ماں کو ایک شخص کی ماں اور پاکستان کو دس کروڑ کی ماں کہتے ہوئے یہ باور کرانے کی سعی کرتے ہیں کہ ملک کو ہماری زیادہ ضرورت ہے اور جب ملک محفوظ ہوگا تو اس کی تمام مائیں اور بچے بھی محفوظ ہوں گے ۔اس ملک کی حفاظت عالم اسلام کی حفاظت کے ساتھ وابستہ ہے اور اس کے لیے خون بہانا معمولی بات ہے ۔

اس چمن کا ازلی دشمن، جس نے ابھی تک اسے دل سے تسلیم بھی نہیں کیا ،اس کو مٹانے کے نت نئے طریقے ڈھونڈتا رہا ہے لیکن پاکستان مٹنے کے لیے نہیں، ہمیشہ قائم رہنے کے لیے بنا ہے ۔اس کا مطلب لاالہ الااللہ، اس کا آئین قرآن مجید ،اس کا رہبر حضرت محمدﷺ ، پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ دشمن اس کو ضرب پہنچا سکے ۔بقول مولانا ظفر علی خان: پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

بھارت نے ایک سازش ۱۹۷۱ء میں کی ۔جب ہندوستان نے دیکھا کہ وہ پاکستان کو کسی صورت زک نہیں پہنچا سکتا تو اس نے وعدہ خلافی کرتے ہوئے مشرقی پاکستان کو علیحدہ کرنے کی چال چلی ۔ملک میں بے یقینی کی صورت حال پیدا ہوگئی، خاص کر مشرقی پاکستان میں مکتی باہنی نے حالات خراب کر رکھے تھے ،انڈیا کے ساتھ جھڑپیں جاری تھیں ۔جنگ کے بادل منڈلانے لگے مجاہدین کا خون دشمن کو سبق سکھانے کے لیے کھول رہا تھا ۔اس صورتِ حال میں صوبیدار افضل تحسین ان اشعار میں پاک فوج کے جوانوں سے مخاطب ہوئے:

ہنودِ بد نہاد کے مغالطے نکال دو!
سرِ غرور کفر نوکِ تیغ پہ اچھال دو !
وطن کی پاک سرزمیں سے ہر بلا کو ٹال دو!

قضا سے کھیلنا تو ہے تمہارا اولین شغف
کرو عساکرِ ہنود ، سرحدوں سے برطرف ! (۱۹)

اسلام وپاکستان کے بہادر سپوت دشمن اسلام کی آئے روز کی ان ریشہ دوانیوں کو ہمیشہ کے لیے مٹا دینے کے درپے ہوگئے جس کا اظہار کھلےلفظوں "ہلال" کی شاعری میں ہوا ہے ۔ایسی ہی ایک نظم تابش صدیقی کی ہے جس میں وہ مجاہدین پاکستان واسلام سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اسلام وپاکستان کے دشمن بھارت کو ہمیشہ کے لیے کچل ڈالو، تاکہ دشمنانِ اسلام کا خاتمہ اور دین اسلام کا غلبہ ہو جائے ۔بھارت کو ایسی سزا دی جائے کہ وہ قیامت تک اٹھنے اور سنبھلنے کے قابل نہ رہے ۔نظم کا عنوان ہی "بھارت کو کچل ڈالو" ہے ۔

یہ فتنۂ عالم ہے!
یہ کفرِ مجسم ہے

یہ مشرک اعظم ہے
تم شرک کے قاتل ہو
توحید کے متوالو!
بھارت کو کچل ڈالو!
اے پاک چمن والو
یہ امن کا رہزن ہے
انصاف کا دشمن ہے
شیطان کا مسکن ہے
ملت کے نگہبانو!
اسلام کے رکھوالو!
بھارت کو کچل ڈالو!
اے پاک چمن والو!(۲۰)

۱۹۷۱ء کی جنگ میں دشمن کو اپنے ناپاک عزائم میں کسی حد تک کامیابی ہوئی اور قائد کا پاکستان دو حصوں میں تقسیم ہوگیا۔ اس سانحہ پہ پوری قوم افسردہ ہو کر خون کے آنسو روئی۔ ہمارے مجاہدین کا خون بھی رائیگاں گیا بقول سید ضمیر جعفری:

یہ جانباز لشکر نہ کھاتا شکست
مگر تھا قیادت کا کردار پست
عزائم تو بیدار سینوں میں تھے
مگر سانپ بھی آستینوں میں تھے (۲۱)

ایک مسلمان سپاہی اس وقت تک لڑتا ہے جب تک وہ میدان فتح کر لے یا اس کی جان اللہ کے حضور پیاری ہو جائے۔ ہتھیار کفر کے حوالے کر کے شکست تسلیم کر لینا مسلمان مجاہد کا شیوہ نہیں لیکن افسوس کہ ۱۹۷۱ء میں کچھ ایسا ہوا کہ شکست کے ساتھ پاک فوج کا ایک جمِ غفیر دشمن کے ہاتھوں قید ہوگیا اور کئی ماؤں کے لال وطن کی نذر ہو گئے۔ دشمن کو سبق سکھانے اور اپنے ساتھی آزاد کرانے کے لیے پاکستانی قوم اور خاص کر فوج میں بے چینی کی کیفیت پیدا ہو چلی تھی۔ ایسے میں عسکری مجاہدین و شعرا نے قوم کے جذبات کو سہارا دیتے ہوئے اس شکست کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور یہ موقف اپنایا کہ ایک پاکستان کی بجائے دو پاکستان اور ایک مسلم ریاست کی

بجائے دو مسلم ریاستوں کا ظہور ہوا ہے۔ صوبیدار افضل تحسین ان مجاہد پاکستانی شعرا میں شامل ہیں جو شکست کو کفار کی اُڑائی ہوئی خبر سے زیادہ اہمیت نہیں دیتے، وہ ساتھی مجاہدین کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"شکست کس نے کھائی ہے؟"

شکست ہی کا تذکرہ ، جگہ جگہ دہائی ہے!
گھٹا فسردگی کی آسمان و دل پہ چھائی ہے!
عجب جگ ہنسائی ہے!
شکست کا غلغلہ ہے، یہ اتہام نا روا
بغیر اذن جنگ ہی؟
محاذ پہ چلی ہے کوئی توپ یا تفنگ ہی؟
مجاہدوں کے سینوں میں دبی رہی امنگ ہی؟
شکست اک ہوائی ہے جو غیر نے اُڑائی ہے
یہ کیسی کج ادائی ہے!
شکست کس نے کھائی ہے؟ (۲۲)

حقیقت یہ ہے کہ شہید ہو جانے والا مفتوح نہیں ہوتا اس لیے صوبیدار افضل تحسین نے شہید ہو جانے والے مجاہدین کے رفقائے کار کو افسوس کرنے کی بجائے خوش ہونے کا کہا ہے اور اس نظم میں یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ شہید ہارتا نہیں بلکہ مسلمان کی اصل جیت تو شہادت پالینا ہے۔

ملکی سلامتی، دفاع چمن، معرکہ دشمن، رنج و ملال کی گھڑی یا مبارک ساعت ہو "ہلال" نے ہمیشہ اپنی روایت برقرار رکھتے ہوئے ملی و قومی نغمہ نگاری کو اپنا موضوع بنایا ہے تا کہ "ہلال" کے قارئین کی دلجوئی کے ساتھ شعرا کی حوصلہ افزائی قائم رہے۔ ۱۹۹۸ء کا سال "ہلال" کے لیے دہری خوشی لایا یعنی اول رسالہ کی پچاس سالہ گولڈن جوبلی اور دوسرا پاکستان بھارت کے جواب میں ایٹمی دھماکے کر کے دنیا کی ساتویں ایٹمی طاقت بن گیا۔ یہ خوشی جہاں پوری قوم کے لیے دیدنی تھی وہیں "ہلال کے قلم کاروں اور قارئین کے لیے بھی کسی سے کم نہ تھی۔ اس موقع پر 'ہلال' کا پچاس سالہ شمارہ شائع ہوا جس میں ہلال کے شعرا نے اپنے اپنے انداز میں پوری امت مسلمہ اور خاص کر پاکستانی قوم کو مبارک باد پیش کی۔ یہ موقع تھا جب ہم نے آپس کی رنجشیں بھلا کر ایک نئے جوش و جذبے سے پاکستان کو سنوانے کا عزم کیا۔ اس عزم کی پختگی کے لیے شعرا کا ساتھ لازمی تھا جو انھوں نے خوب نبھایا۔ ۲۸ مئی ۱۹۹۸ء کے دن کو پاکستان نے "یوم تکبیر" قرار دیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارے ایٹمی سائنسدانوں نے پاکستان کو ایٹمی طاقت بنانے میں بنیادی

کروا ادا کیا۔ان قابلِ فخر سائنسدانوں میں ڈاکٹر عبدالقدیر خان کا نام سرفہرست ہے جنھوں نے اپنی پیشہ ورانہ قابلیت اور اولوالعزمی سے پاکستان کا نام ایٹمی قوت والے ممالک کی فہرست میں شامل کر کے ناقابلِ تسخیر کارنامہ انجام دیا۔میجر ضمیر جعفری ڈاکٹر اے کیو خان کو خراجِ عقیدت ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں:

نیت نکھارتی ہے عمل کی بشارتیں
یہ کارِ بد بھی کارِ نکھر جان ہو گیا
قربان تیرے ڈاکٹر عبدالقدیر خان
تو نے جو بم بنایا ، مسلماں ہو گیا (۲۳)

سید ضمیر جعفری پاکستان کے ایٹم بم کو اسلامی بم کے لقب سے نوازتے ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ جب پاکستان ایٹمی طاقت بنا تو پوری اسلامی دنیا میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔مسلمان ممالک میں خوشی کے شادیانے بجائے گئے اور ہر طرف سے مبارک بادیں موصول ہوئیں۔پوری امت مسلمہ نے پاکستان کے اس اقدام کو خوب سراہا۔

سیاچین دنیا کا بلندترین،مشکل ترین اور سرد ترین محاذ ہے۔پاکستانی افواج نے چونکہ ''گلشن کے تحفظ کی قسم کھائی ہے'' تو یہ گلشن سیاچین کا برف پوش محاذ ہو،یا کشمیر کی وادی ہو،وہ گلشن کے تحفظ کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔۱۹۹۹ء میں سیاچین کے محاذ پر دشمن سے ٹاکرا ہوا جس میں بھارت کو ناکوں چنے چبواتے ہوئے کئی مجاہدین شہید ہوئے۔کرنل شیر خان شہید اور حوالدار لالک جان شہید اسی محاذ کے ہیرو مانے جاتے ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ ہمارا ہر فوجی کرنل شیر خان اور لالک جان کی بہادری اور دلیری کا عملی نمونہ ہے۔سیاچین کے مجاہدین کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے لیفٹیننٹ کرنل سید نواب عالم ''سیاچین کے مجاہدوں کی للکار'' کے عنوان سے ملی نغمہ لکھتے ہیں:

اُٹھو اُٹھو کہ جہاں نے ہمیں پکارا ہے
ہمارا جوشِ جنوں قوم کا سہارا ہے
جو ہم میں دم ہے تو سارا جہاں ہمارا ہے
کوئی ہمارا مقابل ہو کس کو یارا ہے
یہ برف پوش سیاچین کی سختیاں کیا ہیں؟
دفاعِ ملک میں ہر امتحاں گوارا ہے (۲۴)

کوئی شک نہیں کہ پاکستانی قوم کو دفاعِ وطن میں ہر امتحاں گوارا ہے شاید اسی لیے قدرت نے اس قوم کو ایک سے بڑھ کر ایک امتحاں میں ڈالا ہے۔ایک ایسا ہی امتحاں اس وقت شروع ہوا جب ۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء امریکہ میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر حملہ کی صورت میں خاصا جانی و مالی نقصان ہوا جس کے بعد دنیا کے حالات یکسر بدل گئے۔امریکہ نے حملے کے بعد دہشت گردی کا لفظ متعارف کر کے پوری دنیا میں اس کے خلاف آپریشن شروع کر دیا۔

یہ دہشت گردی ایسی پھیلی کہ پاکستان جیسے پرامن ملک کو اپنی لپیٹ میں لے کر تباہی پھیلانی شروع کر دی جس کے ردِعمل میں پاکستانی افواج کو ان دہشت گردوں کے خلاف مجبوراً آپریشن کرنا پڑا۔

افغانستان میں حملہ کی صورت میں عوام نے پاکستان کا رخ کیا جہاں ان مسلم بھائیوں کا خیر مقدم کیا گیا اور ممکن سہولیات بھی دی گئی۔ان مہاجرین کی آڑ میں کچھ شرپسند عناصر بھی آ گئے جنھوں نے سوات ڈویژن، وزیرستان اور دوسرے شمالی علاقہ جات میں ڈیرے جما لیے اور اندرون پاکستان کارروائیاں شروع کر دیں۔ ان کارروائیوں میں افواج پاکستان کے قافلے اور کیمپس پر حملے، عوامی مقامات پر خودکش کارروائیاں اور اعلیٰ عہدے داران پر سفاک حملے شامل تھے جن میں کئی پاکستانی فوجی وغیر فوجی شہید ہوئے۔ان شرپسندوں کے ظلم وستم کا نشانہ بننے والے عوام اور وطن وعوام کی حفاظت کے لیے لڑنے والے سیکورٹی فورسز کے جوانوں کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے حمید نظامی لکھتے ہیں:

خوشبو سے معطر ہے ، جنگ کا نظارہ
اس خاکِ وطن کے لئے ، مرنا ہے گوارا

پھولوں سے مہکتا ہوا ، گلشن ہے ہمارا
ہر ذرہ وطن کا مرے ، لگتا ہے ستارہ

اک شاعرِ مشرق کا تخیل ہے مرا دیس
دنیا میں رہے قائم ، یہ ملک ہمارا

ہر صبح سمندر اسے دیتا ہے سلامی
اے اہل وطن دیکھو ، کلفٹن سے نظارا (۲۵)

اسی طرح سرور انبالوی مجاہدین کی عظمت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"سپاہی مری قوم کے نوجوان"

یہ ٹینکوں سے توپوں سے ڈرتے نہیں　　یہ بازی کسی سے ہرتے نہیں
حلف سے یہ اپنے مکرتے نہیں　　ہر اک مرحلہ میں یہ ہیں کامراں
سپاہی مری قوم کے نوجوان
زمانہ ہے جرات کی ان کا گواہ　　بلند ان کی رہتی ہے ہر دم نگاہ
حقیقت میں اسلام کی ہیں سپاہ　　یہ ہر معرکہ میں رہیں کامراں
سپاہی مری قوم کے نوجواں (۲۶)

شدت پسند جب ہر طرف سے پسپا ہونے لگے تو انھوں نے امن پسند عوام میں چھپ کر اپنے ناپاک عزائم کو جاری رکھا۔اس وقت افواج پاکستان کو ان کی جارحیت ختم کرنے کے لیے آپریشن کرنے میں مشکلات کا

سامنا کرنا پڑا جس کا حل شہری آبادی کو کچھ عرصے کے لیے محفوظ جگہ منتقل کر کے ان عناصر کے خلاف بلا روک آپریشن سے نکالا گیا۔اس صورت میں شہریوں کو خاصی تکالیف اٹھانا پڑیں۔ اپنا گھر بار چھوڑ کر ایک نئی جگہ پناہ لینا بہت مشکل کام ہے۔لیکن پاکستانی عوام نے اپنی تکالیف کی پرواہ نہ کرتے ہوئے پہلے کی طرح ہر مشکل میں پاک فوج کا ساتھ دیا۔پاک فوج کو بھی ان مشکلات کا بخوبی احساس تھا۔میجر ریٹائرڈ خورشید زماں سوات کے IDPs کی مشکلات کے تناظر میں "IDPs کے نام" سے قومی نظم لکھتے ہیں:

ہے یقین مجھ کو ملے گی سب کو مشکل سے نجات
اپنے گھر کو چھوڑ کر نکلے ہو تم اہل سوات

ہے مقابل ایک دشمن دوستوں کے بھیس میں
جس نے بے گھر کر دیا ہے تم کو اپنے دیس میں

حوصلے سے چھوڑ کر نکلے ہو تم گھر بار کو
مرحبا کہتے ہیں ہم سب آپ کے ایثار کو

آپ کی قربانیاں اہل وطن پر ایک قرض
تم ہمارے ہو، مدد کرنا تمہاری، ہم پہ فرض

کیمپ میں گرمی بھی ہے اور آزمائش ہے بڑی
گھر کی راحت یاد آتی ہو گی تم کو ہر گھڑی (۴۷)

نائن الیون سے پہلے ہمارا صرف ایک بڑا دشمن تھا یعنی بھارت! لیکن اس کے بعد ایک نئے اور انوکھے دشمن کا اضافہ ہوا جس کو دہشت گرد کہا گیا۔اس کا مقصد ہی پاکستان کو اندرونی طور پر کمزور کرنا اور عوام الناس میں دہشت پھیلانا ہے۔ پاک فوج کی ان دہشت گردوں کے خلاف کارروائیوں کے باوجود ان کے حملوں نے شدت اختیار کر لی اور آئے روز عوامی مقامات،فوجی قافلوں اور پوسٹوں پر حملہ معمول بن گیا۔ان شدت پسندوں کی طرف سے ہونے والی کارروائیوں میں ایک بڑا سانحہ ۱۶ دسمبر ۲۰۱۴ کو آرمی پبلک سکول پشاور پر انتہائی بزدلانہ اور مکروہانہ حملہ تھا جس میں تقریباً ڈیڑھ سو کے قریب بچے شہید ہوئے اور سینکڑوں زخمی ہوئے۔

۱۶ دسمبر پاکستان کی تاریخ میں سیاہ دن ہے۔ ۱۶ دسمبر ۱۹۷۱ء کے دن ہی مشرقی پاکستان ہم سے علیحدہ ہوا۔ٹھیک تینتالیس سال بعد دشمن نے دوبارہ ایک ایسا زخم لگایا کہ پہلا پھر سے تازہ ہو گیا۔اس سانحے میں جس بے دردی سے علم کے چراغوں کو خون سے نہلایا گیا اس پر انسانیت تلملا اٹھی۔تاریخ انسانی میں ایسی سفاکیت کی مثال نہیں ملتی۔اس سانحے نے نہ صرف ان والدین کو رنجیدہ کیا جن کے معصوم پھول وطن کی نذر ہوئے، بلکہ پوری قوم کے ہر فرد کی آنکھ اشکبار ہوئی۔علمی دنیا کے قائدین،میڈیا اور سوشل میڈیا پر اس کی بھرپور

مذمت کی گئی۔پاکستانی قوم ایک دفعہ پھر سے متحد ہوگئی اور انسانیت و اسلام کے دشمن کا قلع قمع کرنے کا پوری قوم نے عزم کیا۔دہشت گردوں کے حوالے سے کچھ لوگ غلط فہمی کا شکار تھے اور دہشت گردوں سے مفاہمت کا راستہ اپنانے پر زور دیتے تھے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ اس جنگ میں ہمیں داخل کرنے والا امریکہ ہی تھا لیکن اب یہ جنگ ہماری صفوں میں اس حد تک سرایت کر چکی تھی کہ اس کا خاتمہ لازم بالجزم ہوگیا۔اس ساری صورت حال کا جائزہ پیش کرتے ہوئے "ہلال" کے مدیر یوسف عالمگیرین اداریہ میں رقم طراز ہیں:

> "سانحہ پشاور کے بعد وہ لوگ بھی دہشت گردی کے عفریت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں جو تا حال دہشت گردی کو غیروں کی جنگ قرار دے رہے تھے۔تمام مذہبی اور سیاسی جماعتوں اور سرکردہ رہنماؤں کا دہشت گردی کے خلاف یکجا ہونا اس امر کی علامت ہے کہ پاکستانی قوم اپنے دشمن کو پہچان چکی ہے اور یہ تسلیم کر چکی ہے کہ دہشت گردی اور دہشت گرد پاکستان اور اس کی عوام کے دشمن ہیں۔جب تک دہشت گردی کا خاتمہ نہیں ہو جاتا پاکستان مہذب اور ترقی یافتہ قوموں کی صف میں کھڑا نہیں ہو سکتا۔بلاشبہ پاکستان اور اس کے عوام اس عفریت پر قابو پا کر ہی دم لیں گے کہ عزت سے جینے کے لئے قربانیاں دینا پڑتی ہیں۔" (۴۸)

سانحہ پشاور سے ویسے تو پوری عالمی دنیا اور خاص کر پاکستانی قوم متاثر ہوئی اور شعرا و ادبا نے اس کا اظہار درد بھرے لہجے میں کیا لیکن "ہلال" کے قلم کاروں نے خاص کر اس کیفیت کو بیان کیا۔"ہلال" کے شعرا نے اس سانحہ کے حوالے سے کئی ایسے رقت آمیز ملی نغمے لکھے جن کو پڑھنے یا سننے سے آج بھی آنکھ اشکبار ہو جاتی ہے۔ان نغمات میں سب سے مقبول نغمہ "بڑا دشمن بنا پھرتا ہے جو بچوں سے لڑتا ہے" اس سانحہ کے بعد کئی ہفتوں تک پاکستانی ٹی وی چینل پہ پیش کیا جاتا رہا۔جذباتی جملوں و جذباتی پس منظر کی وجہ سے فوج و عوام میں اسے زبردست پذیرائی ملی۔اس نغمہ میں شاعر ایک بچے کی زبانی ان بزدل دشمن کو پیغام پہنچاتا ہے کہ وہ اس سے اخلاقی لحاظ سے بہت بڑا ہے۔یہ نغمہ ماہنامہ ہلال کے شاعر میجر عمران رضا کا ہے، اس کی موسیقی معروف موسیقار ساحر علی بگا نے ترتیب دی اور ساحر علی کے بیٹے اذان نے اس کو درد بھرے لہجے میں گا کر گائیکی کا حق ادا کر دیا:

پتہ کیا پوچھتا ہے وہ کتابوں میں ملوں گا میں
کئے ماں سے ہیں جو میں نے کہ وعدوں میں ملوں گا میں
میں آنے والا کل ہوں وہ مجھے کیوں آج مارے گا
یہ اس کا وہم ہو گا کہ وہ ایسے خواب مارے گا
تمہارا خون ہوں نا' اس لیے اچھا بڑا ہوں میں
بتا آیا ہوں دشمن کو کہ اس سے تو بڑا ہوں میں

میں ایسی قوم سے ہوں جس کے وہ بچوں سے بھی ڈرتا ہے
بڑا دشمن بنا پھرتا ہے جو بچوں سے لڑتا ہے(۴۹)

اسی طرح کا ایک اور مقبول نغمہ ''مجھے دشمن کے بچوں کو پڑھانا ہے'' بھی میجر عمران رضا کا ہے جس کی موسیقاری اور گائیکی کے فرائض بھی دونوں باپ بیٹا بالترتیب ساحر علی بگا اور اذان نے انجام دیے۔

سانحہ پشاور کے بعد پاکستان کے وزیر اعظم اور آرمی چیف نے خصوصی ملاقات کر کے جیلوں میں بند دہشت گردوں کو تختہ دار پر لٹکانے اور دہشت گردوں کے لیے پاکستانی سرزمین تنگ کرنے کے عملی اقدامات کرنے کا عزم کیا۔تمام ملکی قیادت اس سانحے کے غم میں برابر کی شریک ہوئی اور شہیدوں کے خون کے ایک ایک قطرے کا حساب چکانے کا اعادہ کیا۔

سانحہ پشاور کے پس منظر میں ''ہلال'' میں کئی مہینوں تک عسکری و غیر عسکری قلم کاروں کی طرف سے کچھ نہ کچھ لکھا جاتا رہا جن میں بعض ملی نغموں نے بہت شہرت پائی۔''ہلال'' میں مزید ایسے نغمے ہیں جو خوبصورت اور درد سے لبریز ہیں اور پڑھنے والوں کو ہلا کر رکھ دیتے ہیں۔ہر سال معصوم بچوں کی یاد میں تلاوت اور دعا کے ساتھ نغمے بھی دہرائے جاتے ہیں۔آج تک شہید ہونے والے بچوں کے والدین کی سسکیاں اور آہیں کم نہیں ہوئی۔ثوبیہ نورین کیانی کی ملی نظم ''ماں دیکھ......تیری ہر دعا رنگ لائی'' جس میں ایک بچہ اپنی ماں سے مخاطب ہے:

ماں
تو چاہتی تھی ناں
تیرا لعل دنیا میں بنائے
بابا کی شان
بہنوں کا مان بڑھائے
تو مانگتی تھیں دعائیں
میری حیات میں شام نہ آئے
تو کہتی تھی تیرا لعل خاکی وردی پہنے
اور امر ہو جائے
ماں دیکھ تیری ہر دعا رنگ لائی
میری حیات میں شام نہ آئی
امر بھی ہو گیا ہوں میں
اور آسمانوں میں
بس رہا ہوں میں

وردی بھی پہنی ہے
مگر
خاکی نہیں
'لال'
کہ اب کی بار
روایت میں نے نئی دی ہے ڈال (۳۰)

پاکستان میں قومی و ملی شاعری کا ایک بنیادی موضوع کشمیر ہے۔ پاکستان کے شمال مشرق میں واقع ایک حسین وادی کہ جہاں شعرا نے اس میں ہونے والے ظلم و ستم کو قومی و ملی شاعری کا موضوع بنایا ہے وہیں اس کے حسن کی تعریفیں بھی کی ہیں۔ اس کے زیادہ تر حصے پر غاصبوں کا قبضہ قائم ہے اور حد یہ کہ آج تک ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں۔ کشمیر کے موضوع کو دیگر اردو شعرا کی طرح ''ہلال'' کے شعرا نے بھی اپنے کلام کا حصہ بنایا ہے۔ پاکستان میں ہر سال ۵ فروری کا دن کشمیر کے ساتھ یکجہتی کے طور پر منایا جاتا ہے اور اس دن کشمیر کی نسبت سے محافل و تقاریب اور ریلیوں کا خصوصی اہتمام کیا جاتا ہے۔ ملکی سطح پر اخبارات و رسائل میں شعرا و ادبا نظموں اور کالموں میں وادی کشمیر کے حسن و جمال، اس کے باشندوں اور ان پر ہونے والے ظلم و ستم کو اپنے قلم سے خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ ''ہلال'' کے قلم کار بھی کشمیر اور کشمیریوں کو سلامی پیش کرتے ہوئے ان مجاہدین کو بھی سلامی پیش کرتے ہیں جو اس کاروان آزادی میں شہید ہوئے اور ان کی نسلیں ابھی تک آزادی کے لیے کوشاں ہیں۔ ''ہلال'' کے شاعر کشمیر اور اہل کشمیر کی دلجوئی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اندھیروں میں بڑی مدت سے یہ ڈوبا رہا گلشن
جو برسوں آتشِ نمرود میں جلتا رہا گلشن
بہار آئے گی پھر دیکھیں گے ہم مہکا ہوا گلشن
جو ہے کشمیر بَر رُوئے زمیں جنت نما گلشن
شہیدوں کے لہو بہتے رہے جو، رنگ لائیں گے
تِری جنت میں ہم آئیں گے اور آ کر سجائیں گے (۳۱)

کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے۔ بھارت بزور طاقت کشمیریوں کا حق خود ارادیت زیادہ دیر تک سلب نہیں کر سکتا۔ اس نے کشمیر اور اہل کشمیر پر ظلم کے ساتھ پاکستان پر بھی متعدد بار کنٹرول لائن کی خلاف کرتے ہوئے گولہ باری کی ہے جس کا پاک فوج نے منہ توڑ جواب دیا ہے۔ انڈیا چاہتا ہے کہ پاکستان اور کشمیری، کشمیر جنت نظیر سے دست بردار ہو جائیں لیکن یہ اس کی بھول ہے۔ کشمیر سے ایک دن ضرور ظلم و ستم کا خاتمہ ہو کر رہے گا اور وہ دن دور نہیں جب سارا کشمیر پاکستان کا حصہ ہوگا۔

''ہلال'' کی ایک اور خصوصیت اس کی خصوصی اشاعتیں ہیں ''ہلال'' چونکہ ایک عسکری رسالہ ہے اور عساکر پاکستان بالواسطہ تحفظ پاکستان جیسے اہم اور مقدس فریضہ سے وابستہ ہیں ۔پاکستان کے خصوصی ایام کی نسبت سے خصوصی نمبر شائع کیے جاتے ہیں ان خصوصی نمبرز میں ہمارے آقا، معلم اور سب سے بڑے رہنما حضرت محمد مصطفی ﷺ کی نسبت سے سیرت نمبر اور عید میلا دالنبی ﷺ نمبر، ۱۴/ اگست ۱۹۴۷ء کی نسبت سے آزادی نمبر، ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ اور ملکی تحفظ پر ثابت قدمی کے حوالے سے یوم دفاع نمبر، اقبال اور قائداعظم کے یومِ پیدائش کے موقعے پر اقبال نمبر اور قائد نمبر، ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء قرار دادِ پاکستان کی نسبت سے یومِ پاکستان نمبر وغیرہ شامل ہیں ۔خصوصی اشاعتوں میں نعتیں اور ملی نغمے بھی خصوصیت سے شائع کیے جاتے ہیں ۔ستمبر ۲۰۱۵ء میں جنگ ستمبر کی گولڈن جوبلی کی مناسبت سے ماہنامہ ہلال کی طرف سے خصوصی اشاعت کا اہتمام کیا گیا ۔اس اشاعت کے حوالے سے اردو کے معروف کالم نگار اسداللہ غالب پاک فوج کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> اسے دیکھتے ہی میرے دل سے بے ساختہ مبارکباد کا لفظ نکلا، ہلال کی نئی آب وتاب کی ہر کوئی داد دینے پر مجبور ہے مگر تازہ شمارہ جنگ ستمبر کی گولڈن جوبلی کی مناسبت سے مرتب کیا گیا ہے، میں تسلیم کرتا ہوں کہ میں اپنی پوری صحافتی زندگی کے تجربے کو بروئے کار لاتے ہوئے اس قدر معیاری شمارہ مرتب کرنے سے قاصر ہوں ۔اس وقت پاک فوج نے اپنا لوہا منوایا ہوا ہے......اس شمارے میں وہ سب کچھ ہے جو چھ ستمبر پینسٹھ کے حوالے سے ہونا چاہیے تھا۔یہ سب کچھ اکٹھا کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا۔مگر پاک فوج نے ثابت کردیا ہے کہ وہ جس میدان میں اترتی ہے، اپنا جادو جگا سکتی ہے۔'' (۳۲)

اللہ کا شکر ہے کہ پاک فوج نے ہر میدان میں کامیابی کے جھنڈے گاڑے ہیں اور اس بات کو پوری دنیا تسلیم کرتی ہے ۔پاکستان کا ازلی دشمن بھارت جو پاکستان سے کئی گنا بڑا ہے، اس نے کئی دفعہ پاک فوج سے پنجہ آزمائی کی ہے لیکن ہر دفعہ منہ کی کھائی ہے۔

''ہلال'' خاص افواج پاکستان کا رسالہ ہے۔ بلاشبہ اس نے شعری ونثری کلام کے ذریعے افواج پاکستان کو اعلیٰ اقدار سے روشناس کرانے اور وطن سے پیار کا درس دیا ہے لیکن اس کے ساتھ ان میں ادبی چاشنی کو برقرار رکھنے کے لیے نظمیں، غزلیں، طنز ومزاح اور دیگر ادبی موضوعات کے حوالے سے اس کی خدمات ناقابل فراموش ہیں ۔کرنل غلام فرید لکھتے ہیں:

> ''ہلال نے اردو ادب کی بھی گراں خدمت کی ہے ۔وہ ادبی سرمایہ جو نظم ونثر کی صورت ہلال کی فائلوں میں محفوظ ہے تحقیق کے طالب علم کے لیے توجہ کا طالب ہے۔'' (۳۳)

چونکہ "ہلال" متنوع فکر واسلوب کا مجموعہ ہے اس لیے اس کو ایک ادبی رسالہ کی بجائے نیم ادبی رسالہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا۔فنی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو یہ ارتقا پذیر ہے ۔ابتدائی دور کے شعرا کے کلام میں ناپختگی کے آثار پائے جاتے ہیں لیکن فکری حوالے سے اچھی کاوشیں موجود ہیں ۔کچھ پختہ شعرا کا کلام بھی موجود ہے جن میں سید ضمیر جعفری اور جعفر طاہر سرفہرست ہیں ۔ہلال میں ملی نغمہ بطور صنف کئی موضوعاتی دائرے اور ہیئتی تنوع کے ساتھ پایا جاتا ہے ۔روایتی ہیئتیں جن میں غزل قطعہ وغیرہ، جبکہ جدید ہیئتوں میں جیسے کیفوزا اور آزاد نظم کے تجربات ملتے ہیں ۔بلاشبہ وقت گزرنے کے ساتھ اس میں بہتری آئی اور آج کا ہلال پورے آب و تاب کے ساتھ کامیابی کا سفر جاری رکھے ہوئے ہے ۔

☆☆☆☆☆

حواشی وحوالے

(۱) ہلال (ماہنامہ)۔راولپنڈی: جلد ۵۴،شمارہ ۱۰،اکتوبر ۲۰۱۷ء۔ص ۷۵

(۲) مسعود احمد،میجر۔"اداریہ"مشمولہ،ہلال (روزنامہ)۔راولپنڈی: جلد ۴،شمارہ ۱۰،۱۹ نومبر ۱۹۵۵ء۔ص ۲

(۳) شاہد مختار،ڈاکٹر۔افلاطون...... حیات و تعلیمات، فکر و فلسفہ۔لاہور: شاہد پبلشرز اینڈ بک سیلرز،س ن ۔ص ۱۳۲

(۴) ایضاً،ص ۱۳۳

(۵) حالی،مولانا الطاف حسین۔ مقدمہ شعرو شاعری ۔لاہور: پاپولر پبلشنگ ہاؤس،۱۹۸۲ء۔ص ۲۹۔۳۰

(۶) ادیب،سید مسعود حسن رضوی۔ہماری شاعری...... معیار و مسائل ۔اسلام آباد: پورب اکادمی، ۲۰۱۵ء۔ص ۲۲

(۷) کوثر،ڈاکٹر انعام الحق۔ اردو قومی شاعری ،مشمولہ،قلم قبیلہ(سہ ماہی) ۔کوئٹہ: جلد ۳،شمارہ ۱، جنوری تا مارچ ۱۹۹۳ء۔ص ۳۳

(۸) ضمیر جعفری،سید۔"اردو ادب کا رجمنٹل سنٹر"مشمولہ، اردو ادب اور عساکر پاکستان۔ جلد اول، (محقق ومدون،شاکر کنڈان)،سرگودھا: ادارہ فروغ ادب، ۱۴۱۷ھ۔ص ۱۲

(۹) ساجد امجد،ڈاکٹر۔اردو شاعری پر برصغیر کے تہذیبی اثرات ۔لاہور: الوقار پبلی کیشنز، ۲۰۰۳ء۔ص ۴۷۱

(۱۰) جعفر طاہر کا شمار ان شعرا میں ہوتا ہے جو خود ایک تحریک تھے کیفوزا میں ایسی مقبولیت پائی کہ ان کی خدمات کے عوض انہیں آدم جی ایوارڈ سے نوازا گیا۔

(۱۱) جعفر طاہر۔ہلال (روزنامہ)۔راولپنڈی: جلد ۲،شمارہ ۲۱۸،۱۱۴،اگست ۱۹۵۴ء۔ص ۳

(۱۲) رفیق تشنہ، کارپورل تیک۔ہلال (ہفت روزہ)، راولپنڈی: جلد اول، شمارہ ۲۸، ۱۲۸ کتوبر ۱۹۶۴ء۔ص ۱۰

(۱۳) صابر ملک، کارپورل تیک۔ہلال (ہفت روزہ)۔راولپنڈی: جلد اول شمارہ ۳۶، ۱۳ دسمبر ۱۹۶۴ء،ص ۱۹

(۱۴) عارف صدیقی۔ہلال (ہفت روزہ)۔راولپنڈی: جلد اول،شمارہ ۳۷، ۲۰ دسمبر ۱۹۶۴ء۔ص ۲۳

(۱۵) منظور حسین، کیپٹن۔ہلال (ہفت روزہ)۔راولپنڈی: جلد اول،شمارہ ۳۸، ۲۷ دسمبر ۱۹۶۴ء۔ص ۱۲

(۱۶) صفیہ تنویر۔ہلال (ہفت روزہ)۔راولپنڈی: جلد ۲،شمارہ ۲۹، ۲۴ اکتوبر ۱۹۶۵ء۔ص ۱۹

(۱۷) خلوت محی الدین۔ہلال (ہفت روزہ)۔راولپنڈی: جلد ۴،شمارہ ۲۷، یکم اکتوبر ۱۹۶۷ء۔ص ۱۴

(۱۸) نثار ناسک۔ہلال (ہفت روزہ)۔راولپنڈی: جلد ا،شمارہ ۴۵، ۱۴ فروری ۱۹۶۵ء۔ص ۱۴

(۱۹) افضل تحسین، صوبیدار۔ہلال (ہفت روزہ)۔راولپنڈی: جلد ۸،شمارہ ۳۷، ۱۰ دسمبر ۱۹۷۱ء۔ص ۵

(۲۰) تابش صدیقی۔ہلال (ہفت روزہ)۔راولپنڈی: جلد ۸،شمارہ ۳۷، ۱۰ دسمبر ۱۹۷۱ء۔ص ۲۴

(۲۱) ضمیر جعفری، سید۔ کنر شیر خان، اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، ۱۹۹۷ء۔ص ۷۹

(۲۲) افضل تحسین، صوبیدار۔ہلال (ہفت روزہ)۔راولپنڈی: جلد ۸،شمارہ ۴۴، ۲۸ جنوری ۱۹۷۲ء۔ص ۱۱

(۲۳) ضمیر جعفری، سید۔ہلال (ہفت روزہ)۔راولپنڈی: جلد ۳۴،شمارہ ۴۸، ۶ جون ۱۹۹۸ء۔ص ۱۶

(۲۴) نواب عالم۔ہلال (ہفت روزہ)۔راولپنڈی: جلد ۳۶،شمارہ ۳۶، ۱۴ کتوبر ۱۹۸۹ء۔ص ۷

(۲۵) حمید نظامی۔ہلال (ماہنامہ)۔راولپنڈی: جلد ۴۵،شمارہ ۱۲، جون ۲۰۰۹ء۔ص ۱۷

(۲۶) سرور انبالوی۔ ہلال (ماہنامہ)۔راولپنڈی: جلد ۴۵،شمارہ ۱۲، جون ۲۰۰۹ء۔ص ۲۹

(۲۷) خورشید زماں، میجر (ریٹائرڈ)۔ہلال (ماہنامہ)۔راولپنڈی: جلد ۴۵،شمارہ ۱۲، جون ۲۰۰۹ء۔ص ۳۳

(۲۸) یوسف عالمگیرین، "اداریہ"مشمولہ ہلال (ماہنامہ)۔راولپنڈی: جلد ۵۱،شمارہ ۷،جنوری ۲۰۱۵ء۔ص ۳

(۲۹) عمران رضا، میجر۔ہلال (ماہنامہ)۔راولپنڈی: جلد ۵۱،شمارہ ۷،جنوری ۲۰۱۵ء۔ص ۴

(۳۰) کیانی، ثوبیہ نورین۔ہلال (ماہنامہ)۔راولپنڈی: جلد ۵۱،شمارہ ۹، مارچ ۲۰۱۵ء۔ص ۶۱

(۳۱) مظفر اسلم۔ہلال (ماہنامہ)۔راولپنڈی: جلد ۵۵،شمارہ ۲، فروری ۲۰۱۸ء۔ص ۳۲

(۳۲) غالب، اسداللہ۔انداز جہاں۔روزنامہ نوائے وقت، لاہور، ۱۱ اکتوبر ۲۰۱۵ء۔ص ۴

(۳۳) غلام فرید، کرنل۔افواج پاکستان کے ہفت روزہ "ہلال" کی ادبی خدمات "تحقیقی و تنقیدی جائزہ"۔مقالہ برائے ایم فل اردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد: ۲۰۰۰ء۔ص ۳۴